Lesson 1: Ra'ad (Ayaat 1-17): Day 2

سُوْمَةُ الرّعد كي تفسير

سورة رعد قرآنِ پاک کی ایک اور بہت خوبصورت سورة ہے۔ اسکے کمی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ پچھ کہتے ہیں کمی ہے اور پچھ کہتے ہیں مدنی ہے لیکن اس کے مضامین کو دیکھا جائے تو یہ مکی سورة ہے۔ پچھ کہتے ہیں مدنی ہوسکتی ہیں لیکن انداز بہت خوبصورت ہے۔ ترتیب کے اعتبار سے تیرہ نمبرکی سورة ہے۔ "الرعد" بجلی کی کڑک کو کہتے ہیں۔ اسی سورة کی آیت نمبر تیرہ میں ویُسَیِّحُ الرَّعُنُ بِحَمُدِهِ وَالْمُلَرِِکَةُ مِن خِیْفَتِهُ مِیں یہ لفظ ملتا ہے۔ رعد اُس فرشتے کو بھی کہتے جو بادلوں کو ہانگتا ہے۔ آج کے سبق میں آیت تیرہ یہ تھوڑی سی بات کریں گے۔

یہ سورۃ حق اور باطل کے فرق کو بتاتی ہے۔ اس سورۃ کا بنیادی تھیم"حق وباطل کا فرق "ہے۔ اس
پوری سورۃ میں دیکھیں گے کہ دودوچیزوں کا تضاد بتایا گیا۔ ذا کقوں کا فرق ، کہیں پہاڑوں کی بات ہے تو
ساتھ نہروں کی بات ہے۔ اس طرح رات اور دن کی بات ہے۔ مکی سورۃ ہے 43 آیات ہیں۔ بہت
مخضر سی سورۃ ہے۔ دودن میں پڑھی جاتی ہے۔ اگر آپ کسی سے اُس کے دہ دن لے کے اُسے یہ سورۃ
پڑھادیں تواُس کو حق وبا ظل کا فرق سمجھ آ جائے گا۔

اگر سورۃ کے مضامین کو دیکھیں تو یہ سورۃ یونس، سورۃ ہو داور سورۃ یوسف کے دَور میں ہی نازل ہو کی تھی۔ جو مکہ کا آخری دور تھا۔ نبی گواسلام کی دعوت دیتے ہوئے ایک عرصہ دراز گزر چُکاتھا۔ مخالفین آپکو تکلیفیں دے کے آپ کے مشن کو ناکام کرنے کی ہر ممکن چال چل چُکے تھے۔ مومنین پر اتنے مشکل حالات تھے کہ اُنکی تمنا تھی کہ کاش کوئی معجزہ ہو اور ان لوگوں کو راہِ راست پر لا یا جائے۔ لیکن اللہ تعالی دومثالوں کے ساتھ بہت ہی خوبصورت طریقے سے بتاتے ہیں کہ ہر کام کا ایک وقت ہو تا

ہے۔ یوسف کی آزما کشیں بھی اُسی وقت دُور ہوئیں جب اللّہ نے چاہا۔ اس سورۃ میں اللّہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی دیتے ہیں کہ اللّہ نے دشمن کی رسی کو دراز کیا ہے تواس کا مطلب مومنوں پر ظلم کرنا نہیں ہو تابلکہ مومنین کا امتحان ہو تاہے۔ اور اس سورۃ میں ہم نبی گی رسالت، توحید اور دوبارہ جی اُٹھنے کی صداقت کو دیکھیں گے جو مکی دور کے تین اہم مضمون شھے۔

آئے کے سبق پہ آ جائیں۔ آئ کا سبق اس تھیم کو ہمارے سامنے رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے قر آن اور سنت کی صورت میں وحی اُتار دی۔ اب جولوگ اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اور اپنا نقصان کرتے ہیں، اُنہیں کل حسرت ہوگی۔ سورۃ کے آخر میں وہ مثالیں آئیں گی جو پورے قر آن کی جان ہیں۔ یہ مثالیں اتنی خوبصورت ہیں کہ جولوگ آج اس سے محروم ہیں وہ حقیقی طور پر نفع سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اتنی خوبصورت ہیں کہ جولوگ آج اس سے محروم ہیں وہ حقیقی طور پر نفع سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمیوں کو دور کر دے۔ بہت ہلکی سورۃ ہے۔ آپکوبار بار آپتوں کا رُخ بدلتا ہوا نظر آئے گا۔ بالکل الیسے محسوس ہوتا ہے کہ ٹرین میں بیٹے ہیں اور باہر سے گزرتے منظر دیکھ رہے ہیں۔ ایک بات ہور ہی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے خوبصورت انداز میں دوسری بات شروع کر دیتے ہیں۔ توالیم سور تیں جن میں مختلف دلائل دیئے جاتے ہیں بڑی توجہ طلب ہوتی ہیں۔

بِسُمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حروفِ مقطعات ہیں جو مکی سور توں کی پہچان ہیں۔ پیچھے بھی بات ہوئی تھی کہ 'ر'سے جو حروفِ مقطعات ختم ہوتے ہیں اُس کے بعد آیت یوری نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اُسی آیت کا حصہ ہوتے ہیں۔ یہاں بھی یہی مُر ادہے۔اسکے معنی صرف اللہ کو پیۃ ہے جواُس نے نبی کو بھی نہیں بتائے۔انداز وہی بے بس کرنے والا ہے کہ اٹھائیس لفظوں کی حروف تہجی میں سے چو دہ لفظ جو حروف مقطعات کی صورت میں قرآن یاک میں پیش کیئے گئے ہیں۔ تو آدھے حروفِ تہجی بھی سُنت کے بغیر نہیں سمجھ سکتے۔اس لیے الله تعالیٰ کی بڑائی کومان جاؤ۔ سورۃ نور تک جتنی بھی سور تیں آرہی ہیں ان میں عربی زبان کی خوبی پیہ تھوڑی تھوڑی بات ہوتی رہے گی۔ کیوں کہ جس طرح کے حالات تھے اُن میں قر آن کوایک مقصد بنا کے پیش کیا جارہاتھا۔ یہاں سے سور توں کا ایک گروہ شر وع ہورہاہے۔ یعنی مکی ، مدنی سور توں کے اندر ایک "سب گروپ" کا آغاز ہور ہاہے۔اس کے ساتھ آپ اگلی سورۃ، سورۃ ابراہیم اور سورۃ حجر کو شامل کرلیں توبیہ تین نسبتاً چھوٹی سور تیں ہیں۔اس سے پہلی سور تیں بڑی تھیں۔سورۃ الرعد اور سورۃ ابر اہیم کا آپس میں جوڑہے۔ جب آپ سورۃ ابر اہیم پڑھیں گے تو آپ کواس کا اندازہ ہو جائے گا۔ مضمون بھی مشابہ ہیں، طوالت بھی تقریباً برابرہے۔ سورۃ حجر مختلف ہے اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ سورۃ الرعد کامضمون "تشخیر باللہ"ہی ہے۔ لینی اللہ کی نشانیوں کے ساتھ لو گوں کوریما ئنڈرز دیئے جائیں۔ کسی نبی کا نام لئے بغیر سور توں یہ غور کروایا گیا کہ جس رَب نے اتنا کچھ بنایا، تم اُس کی بات یہ کتنا غور کرتے ہو۔

تِلْكَ الْكِتْبِ، يہاں كتاب سے مُر اد اسورة البھى ہے۔ مفسرين كہتے ہيں كہ جب كسى سورة كے آغاز ميں كتاب كالفظ آئے تووہ أس سورة كانام ہوتا ہے۔اسكو كہتے ہيں اگل ابول كے اجُز امر ادلينا۔ يعنی

كتاب كاايك حصه سورة ہوتى ہے اور سورة كتاب كے اندر ہے۔ پیچھے ذلِلقَ الْحِتْب تھا۔ يہاں تِلْكَ الْكِتْبِ مُنَا م النَّكُ الْكِتْبِ أَنْ ہے۔

بالکل اُس ماحول کوسامنے رکھئے۔ بارہ سال کی چیقاش ہے۔ لوگ اللہ کے نبی کو جھٹلار ہے ہیں تواللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اے نبی آپ غم نہ سیجئے۔ آپ کہیں ان کے دباؤ میں آ کے بیانہ سوچنے لگ جائیں کہ جو بات مجھ پہ نازل کی گئ ہے، باطل ہے۔ نہیں بیہ حق ہے۔ ساری دنیا قر آن کو جھٹلاد ہے توایک ایمان والا پورے شرح صدر سے کہے کہ ''بیہ حق ہے جو میرے رَب کی طرف سے نازل کیا گیا"۔ اس سے بیات پیتہ چلتی ہے کہ معاشر ہے کہ دباؤ میں آ کے حق بات سے غافل ہونا عقلمندی کی علامت شہیں ہے۔ اللہ سجانہ و تعالیٰ یہاں نبی گی ہے گئاہی بھی ثابت کرتے ہیں جولو گوں نے آپ کے بارے میں کہا کہ آپ بیہ قر آن خود کھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بیہ ہمارا کلام ہے، کسی اور کے بس میں میں کہا کہ آپ بیہ قر آن خود کھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بیہ ہمارا کلام ہے، کسی اور کے بس میں توبات ہی نہیں کہ اس کما ہے خور کر و۔ تم نبیس جھٹلار ہے بلکہ اس کتاب کو جھٹلار ہے ہو۔ لیکن آ کیڑ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

آج اگر انسانوں میں سے کوئی کسی کو تخفہ بھیجے تولوگ بڑے شکر یوں کے ساتھ اُسکو قبول بھی کرتے ہیں اور اُس کو بعد میں لوٹانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ یہ کتاب آسانوں والے رَب کی طرف سے تخفے کے طور پر بھیجی گئی لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں مانتے۔ کتنی محرومی کی بات ہے۔ یہ اس کتاب پر اس لیے ایمان نہیں لاتے کہ انہیں پیچ ہی نہیں کہ یہ کتنی بڑی ہستی کی طرف سے آیا ہے۔

اب اگلی آیتوں میں اللہ کی ہستی کا تذکرہ ہے۔ یہاں اُنُزِلَ سے مُر اد ہے کہ نبی پر جو بھی اُتر ااُس کے دو جھے تھے۔ایک قر آن اور ایک حدیث۔ قرآن کو کہتے ہیں "وحی متلو" متلو کہتے ہیں جس کی تلاوت کی جاسکے۔دوسری چیزجو آپ بہنازل کی گئی اُسے "وحی غیر متلو" کہا جاتا ہے۔وہ وحی جس کی تلاوت نہ کی جاسکے۔ تھم میں دونوں برابر ہیں۔ اگر کوئی بات قرآن سے ثابت ہو جائے تو حدیث سے بھی ثابت ہے۔اسی طرح اگر کوئی چیز قرآن سے حرام ثابت ہوتی ہے۔ تو حدیث سے کوئی چپوٹی سی بات بھی اُس کے حرام ہونے یہ مل گئی تو اُسے مانا جائے گا۔

اللہ کے نبی پہ جواحادیث نازل ہو عیں وہ بھی دوقتم کی ہیں۔ ایک وہ جو ہم سب پڑھتے ہیں، تفاسیر میں بھی کوٹ کروائی جاتی ہیں۔ یہ وہ ہوتی ہیں جن کا مضمون اللہ تعالیٰ کا تھالیکن الفاظ آپ نے خوداستعال کیئے۔ یہ بالکل ایسے ہے کہ جیسے میں کبھی آ پکو حدیث کوٹ کرواتی ہوں تو کہتی ہوں کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے۔ یوں کہ میں تو اُر دو میں بتارہی ہوتی ہوں۔ اللہ کے نبی سے تو عربی کے الفاظ آئے تھے۔ اور دو سری حدیث وہ ہے جسکا مضمون بھی اللہ کی طرف سے ہے اور الفاظ بھی اللہ کے ہیں۔ اسے "حدیث قدسی "کہتے ہیں۔" فرائس "اللہ کانام ہے۔ اب حدیث قدسی اور قرآن میں کیا فرق ہے۔ حدیث قدسی میں الفاظ بھی اللہ کے ہیں اور معنی بھی اللہ کے ہیں، صرف زبان نبی گی استعال ہوتی ہے۔ قرآن قدسی میں الفاظ بھی اللہ نے ہیں اور نبی کیئے اور نبی کے قلب اطہر یہ نازل ہوئے تھے۔

سوال پیداہو تاہے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟

1- لوگ شک میں پڑ جاتے ہیں۔

2۔ لوگ اس کتاب کے مقابلے میں اکڑ جاتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ تواللہ کہتے ہیں کہ نہیں مانے تو چھوڑ دو۔ اب انہیں کا ئنات کی کتاب پڑھاؤ۔ قر آن اللہ کا قول ہے اور کا ئنات اللہ کا فعل ہے۔ اللہ کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں۔

اَللَّهُ النَّنِيُ مَّفَعَ الشَّمُواتِ بِعَيْدِ عَمَدٍ تَرَوُهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرُشِ وَسَخَّرَ الشَّمُسَ وَالْقَمَرُ كُلُّ يَّجُدِيُ اللهُ الذِي مَا الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمُسَ وَالْقَمَرُ كُلُّ يَّجُدِيُ اللهُ الذي الْعَلَى عَمِدٍ لَعَلَّكُمُ بِلِقَاءِ مَ بِعَمُ ثُونُونُ وَمُن الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْأَيْتِ لَعَلَّكُمُ بِلِقَاءِ مَ بِعَمُ ثُونُونُ وَمُن اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللهُ عَا عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلّمَ عَلَى اللّهُ عَلَى ا

وہ اللہ ہی ہے جس نے آسانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں، پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فر ماہوا، اور اُس نے آفتاب وماہتاب کو ایک قانون کا پابند بنایا اِس سارے نظام کی ہر چیز ایک وقت مقرر تک کے لیے چل رہی ہے اور اللہ ہی اِس سارے کام کی تدبیر فرمار ہاہے وہ نشانیاں کھول کو بیان کرتا ہے، شاید کہ تم اینے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔

اَللهٔ الَّذِي مَفَعَ السَّمُواتِ بِعَدِّرِ عَمَدٍ تَرَوُهَا ، اس كا دوطرح سے ترجمہ كيا گيا ہے۔اللہ وہ ہے جس نے
آسانوں كو بغير ستونوں كے أٹھايا، اس سے يہ پنة چلتا ہے كہ آسان كے ستون نہيں ہيں، تَدَوُهَا جَنكوتم
ديھو۔اس كا ايك اور متو قع ترجمہ بھی ہے كہ اَللهُ الَّذِي مَفَعَ السَّمُواتِ يہاں رُك جائيں تو اگلا مفہوم ہو
گابِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوُهَا آسانوں كے ستون ہے ہى نہيں۔اور دوسر امطلب كہ ستون توہيں ليكن تمهيں
نظر نہيں آرہے۔ آج سائنس نے بتا دیا كہ بيہ آسان سٹر نگز كے ساتھ كھڑ اہے۔اسكی مثال "ہيئگنگ
برج" ہے۔ آسان کچھ فور سز كے بیچ میں كھڑ اہے۔

ہم اُن چیزوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے جس طریقے سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آسمان پیدا کیا۔ فضا خالی نہیں ہے۔ پیڈیا کی اہر وں کا نام آپ نے شناہو گا۔ سائنس دانوں نے ثابت کر دیا کہ اس میں اہریں چلتی ہیں۔ ان اہر وں کے ساتھ دھا گوں کی طرح مختلف پلینٹس بندھے ہوئے ہیں۔ اُس کی وجہ سی آسمان کھڑا ہے۔ نیچ کا آسمان اصل میں گیسسز ہیں۔ آسمان کو اگر کہا جائے کہ نیلا ہے تو یہ نیلا نہیں ہے۔ اسکی مثال ناروے میں دیکھ سکتے ہیں ثال کی طرف آسمان پر پل، پنک، اور خجر زنگ میں نظر آتا ہے۔ رات کے وقت مختلف ریڈیا کی اہریں اُس کے وقت مختلف ریڈیا کی اہریں اُس کے ہو تے ہیں شال کی طرف آسمان کا اپناکو کی رنگ نہیں ہے۔ مختلف ریڈیا کی اہریں اُس کے وقت مختلف ریڈیا کی اہریں اُس خوبصورت شیڈ دے دیے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ آسمان نہ نظر آنے والے سہاروں پہکھڑا ہے۔

اس میں ہم سب کے لیے ایک سبق ہے کہ تم بھی اُس ذات کو سہارا بنالو، جو تہمیں نظر نہیں آرہا۔ کیا اتنی خوبصورت کا کنات بنانے والا تہمیں کتاب اچھی نہیں دے گا۔ اس کا کنات سے سبق سیصو۔ سَحَّرَ کہتے ہیں کسی کے دباؤ میں آکر کسی کام کو کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آسان کو بناکر اپنے لیے جو جگہ منتخب کی وہ عرش ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ساتویں آسان کے اوپر عرش پرہے۔ کیسے ہے، کیفیت مجہول، نہیں معلوم۔ اسکے بارے میں سوال بدعت ہے لیکن اللہ آسان پہ ہے۔ سورج، چاند کو کیسے کام پر لگایا، کُلُّ یَجُویُ لِاَ جَلِ مُّسَمِّی یُکَرِیِّرُ ، ہر ایک اپنے وقتِ معین پہچل رہا ہے۔ یہ کا کنات متحرک ہے، ہرایک چیز چل رہا ہے۔ یہ کا کنات متحرک ہے، ہرایک چیز چل رہا ہے۔ یہ کا کنات متحرک ہے، ہرایک چیز چل رہا ہے۔ اسکے باوجود پُر سکون۔ زندگی میں ہلچل ہے۔

جولوگ فارغ ہو کے بیٹے جاتے ہیں، اُن کی زندگی سے ہلچل ختم ہو جاتی ہے، اصل میں اُن کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ جسطرح کشتی پانی میں موجوں کے تھیٹر وں سے چلتی ہے اسی طرح سورج، چاند آسان میں تیررہے ہیں۔ سائنس نے ثابت کر دیا کہ کائنات حرکت میں ہے۔ اگر آپ نظام شمسی کی تصویریں 3D میں دیکھیں توالیے لگتاہے پانی ہے۔ جو بات سائنسد انوں نے اتنی محنت اور اتنے گیجٹس استعال کر کے بتائی، اللہ تعالی نے اس کتاب میں بتادی۔ آپکو جیرت ہوگی کہ جب مسلمان اس کتاب کے ساتھ جُڑے ہوئے جو یہ قوہ موحد تھے۔

سائنس کاسارابنیادی علم دنیا کو مسلمان سائنسدانوں سے ملاہے۔ ہم کیا تھے اور کیابن گئے۔ ہم صرف خواہش اور ہوا کے پیچے چل پڑے۔ ہم سوچے ہیں کہ دنیا کتنی آذاد ہے اور ہم اس کتاب کا پھندا لے کے چررہے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالی کہتے ہیں کہ تم اس پھندے کو اُتارے کد هر جاؤگے۔ یہ کا نئات آذاد ہوتے ہوئے آذاد نہیں ہے۔ کُلُّ بِجُورِی لاِ بَجَلِ مُسَمَّی، ہر چیز کی ایک مدت ہے۔ انسانوں کی طرح سورج، چاند، ستارے سب کو موت آئی ہے۔ تیسواں پوراپارہ اس کے بارے میں بولتا ہے۔ قیامت کی علامتیں۔ یہ چیزیں کیسے چلتی ہیں۔ سورج ایک سال میں ایک چکر مکمل کرتا ہے اور چاند ایک مہینے میں اپنا چکر پورا کرتا ہے۔ اور چاند ایک وجہ سے مہینے آتے ہیں اور سورج کی وجہ سے سال آتے ہیں۔ دونوں کی دوہر می حرکت ہے۔ ایک تو اپنے ہی اور ہٹ / مدار کے گر داور دوسری دونوں کی حرکت زمین کے گر در اللہ اکبر)۔ یہ ساری حرکات پُن ہِدُ الْدُمُورَ کے گر درگھو متی ہیں۔ اتنی تیزی سے گھو متی ہوئی زمین کر برجم بیٹھے ہیں اور ہمیں چکر نہیں آرہے۔

ہم رائڈز / جھولے پہ بیٹھیں توائر نے کے بعد کتنی دیر تک چکر آتے ہیں، حالا نکہ اُسکی سپیڈا تنی نہیں ہوتی۔ سب چیزیں" ایک "کالحکم مان رہی ہیں۔ جب بندہ اللّٰہ کاہر حکم مانتاہے تواُسکی زندگی میں بہت سکون ہوتاہے کیوں کہ اُسے بیتہ ہے کہ میر اللّٰہ میر سے ساتھ ہے۔ یہ ساری کا سُنات بول بول کے کہہ رہی ہے کہ تم بھی اُس ایک رَب کے بن جاؤ۔

یہ یجگیری لاَجَلِ مُسَعَی تمہارے حرم میں لگائے ہوئے طواف کے چکر ہیں۔ تمہاری نماز میں رکوع و سجو دکی صورت میں اللہ کے اگے جھکنا، تمہارا ہلنا جُلنا ہے۔ آج ہماری زندگیوں میں اس لیے وُ کھ ہیں کہ ہم نے اللہ کی تدبیر وں یہ غور نہیں کیا۔ یہ پوری کا ئنات ہم سب کو بتاتی ہے کہ جب بندہ اللہ کے تحکموں کے مطابق اُٹھتا، جاگتا، سو تا ہے تو وہ مطمئن رہتا ہے۔

خود سے پوچھے کہ میر ااگلادن کب خراب ہو تاہے جب میر اسونے کا وقت خراب ہو تاہے۔ آپ فطرت پہ چلتے جائیے تو آپ بھی مثبے پھولوں کی طرح چپجہاتے اُٹھیں گے۔ یہ دنیا کتنی ترو تازہ ہے کیوں کہ یُں ہِ ہِ اُللہ کی کتاب پہ ڈالتے ہیں۔ کام کہ یُں ہِ ہِ اُللہ کی کتاب پہ ڈالتے ہیں۔ کام اُسی کے اچھے ہوں گے جو خو د کو اللہ کے ہاتھ میں دے دے گا۔ یہ ایک سوداہے، جسکو تو یہ سوداسجھ آ جا تاہے اُسکی دنیا تو دنیا، آخرت بھی بن جاتی ہے۔ آپ اپنے کاموں کو اللہ کے کاموں کے ساتھ جوڑ کے تا دو کیھئے جو بہاریں، بر کتیں اور خوشیاں آپ کی زندگی میں آئیں گے۔

عقل بڑی ہوشیار ہوتی ہے اور جب وقت اور معاشرے کی جھاپ اُس پہ پڑجائے توعیار ہو جاتی ہے۔ اور سب سے زیادہ ہم اللہ کے معاملے کوڈھیلا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، ہماری نمازیں چھٹی ہیں۔اللہ کہتاہے کوئی بات نہیں،بِلِقَاءِیَہِ کُمُ تُوَقِنُون۔ یہاں لفظ تُوقِنُون کو دیکھیں۔عموماً یوقنُون بھی آتا ہے اور یُومِنُون بھی آتاہے۔ یہاں ایمان سے اوپر کا درجہ ہے، ''لقین ''کا درجہ۔اس میں سے صرف اُن کو نشایاں ملیں گی جنکویقین کے درجے پہاللہ تعالیٰ سے ملاقات کا یقین ہے۔اس کے بغیر بات سمجھ نہیں آتی۔ آتی۔

کچھ اور خوبیوں کا ذکر؛

وَهُوَ الَّذِيُ مَلَّ الْاَرْمُضَ وَجَعَلَ فِيهَا مَوَاسِي وَالْهُارَّ أُومِنَ كُلِّ الشَّمَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِى اللَّهَامَ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللللْلِهُ الللْلِمُ الللللْلِي الللْلِهُ الللْلِهُ الللْلِلْلِي الللْلِهُ الللْلِهُ الللْلِهُ الللللْلِي اللللْلِمُ الللْلِهُ اللللْلِهُ الللْلِهُ الللْلِهُ الللْلِهُ الللْلِهُ الللْلُهُ اللللْلِمُ الللْلِهُ اللللْلِي الللْلِمُ الللْلِهُ الللْلِهُ الللْلِهُ الللْلِي اللْلِمُ الللْلِهُ اللْمُؤْمِنِ الللْمُلْمُ الللْمُ اللللْمُ اللْمُؤْمِنِ اللللْمُؤْمِ الللْمُ اللللْمُ الللْمُ الللْمُؤْمِ اللللْمُؤْمِ اللللْمُؤْمِ اللللْمُؤْمِ الللللْمُؤْمِ الللْمُؤْمِ

اور وہی ہے جس نے بیرز مین بھیلار کھی ہے ، اس میں بہاڑوں کے کھونٹے گاڑر کھے ہیں اور دریا بہا
دیے ہیں اُسی نے ہر طرح کے بھلوں کے جوڑے بیدا کیے ہیں ، اور وہی دن پر رات طاری کر تاہے ان
ساری چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لو گوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں ۔

کائنات کا کچھ اور تعارف۔اللہ نے زمین کو کھینچا۔ مَنَّ کا مطلب بھیلا دینا۔اور مدت سے مُر اوز مین اوول شیپ (بیضوی شکل) میں ہے۔ بہلے لوگ کہتے تھے زمین گول ہے،اب کہتے ہیں بیضوی ہے۔اللہ نے استے خوبصورت طریقے سے یہ زمین بچھادی کہ جہاں چلتے جائیں سید ھی ہے۔ پہلے آسمان کی طرف توجہ دلائی،اب زمین کی طرف دلارہاہے۔

ی و اسی کا لفظ میں سے ہے۔ پہاڑوں کو کہتے ہیں۔ ایک ہی جگہ رکھی رہنے والی چیز کوئ و اسی کہتے ہیں۔ اللہ نے جب زمین کو بنایا تو اس کو ٹکانے کے لیے اس پر پہاڑوں کی میخیں ڈال دیں۔ اور اُس کے اندر نہریں بنادیں۔ ہا و موٹ کُلِّ الشَّمَارِتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ کوئی اس کا ئنات میں تنہا نہیں۔ جوڑے اندر نہریں بنادیں۔ ہا و موٹ کُلِّ الشَّمَارِتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ کوئی اس کا ئنات میں تنہا نہیں۔ جوڑے

کیوں بنائے ہے ہم سورۃ ذاریات کی آیت 49 میں پڑھیں گے۔انشاءاللد۔جوڑے کا معنی دو بھی ہے اور
ایک دوسرے کی ضِد کے معنوں میں بھی آتا ہے، مثلاً ایک گرم اور ایک ٹھنڈا، ایک کھٹا اور ایک
میٹھا، نر، مادہ۔ گویااس کا نئات میں تنوع ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا نئات میں خوبصورت رنگ بنادیئے۔
آپ دیکھیں کہ سبز پتوں میں اور نج کتنے خوبصورت لگتے ہیں۔اگر پہاڑنہ ہوتے تو نہروں کا پانی اس
طرح نہ بٹتا۔ پہاڑ جتنا او نچاہو گا اُس کے پہلومیں اُتنی گہری کھائی ہوگی۔ اِنؓ فی ڈلاگ کڑا ہے لِیٹے قومیہ اُس کے پہلومیں اُتنی گہری کھائی ہوگی۔ اِنؓ فی ڈلاگ کڑا ہے کہ جس طرح
تیسے کہ جس طرح میں ہر چیز ایک سسٹم کے تحت چل رہی ہے تو ہمارے اس دنیا کے کام بھی طریقے سے
چل سکتے ہیں۔

شرطایک ہے کہ پین پیٹو الاکھر، اُس ذات کو اپنائہ برمان لیں۔ اُس کے محکوں کے مطابق زندگی مطابق زندگی مطابق زندگی کہ گزاریں گے توزندگی بھی آسان ہو جائے گی آخرت بھی آسان ہو جائے گی۔ دوسری بات یہ کہ کا نئات میں اسنے ڈفرنس ہیں، رات دن کا فرق، شبح، شام کا فرق لیکن بھی ان میں مگر او نہیں ہوا۔ ہمیں خالف لو گوں کے بچے میں رہنا یہ کا نئات سکھاتی ہے۔ لوگ تمہارے مخالف ہیں لیکن تم صبر کے ساتھ اُن میں جیو۔ ایک اور سبق جو اس کا نئات سے ملتا ہے کہ اللہ کی ذات نے یہ سب بچھ ہمارے لیے کیا، اللہ انسان کو سکھاتے ہیں کہ ساری کا نئات ہے ماتا ہے کہ اللہ کی ذات نے یہ سب بچھ ہمارے اللہ کا بنتا ہے اللہ انسان کو سکھاتے ہیں کہ ساری کا نئات تمہاری نوکر ہے، بس تم میرے بن جاؤ۔ بندہ جتنا اللہ کا بنتا ہے اللہ اُنسان کو سکھاتے ہیں کہ ساری کا نئات تمہاری نو بھورتی ہماری خواہش ہے جیسے ہم کھانا بوری کییں، ہماری خواہش ہے جیسے ہم کھانا طاقت حاصل کرنے کے لیے کھاتے ہیں تو اللہ نے پھل لگادیئے۔ آدھے سے زیادہ جانور کلر بلا سنڈ طاقت حاصل کرنے کے لیے کھاتے ہیں تو اللہ نے پھل لگادیئے۔ آدھے سے زیادہ جانور کلر بلا سنڈ

ہوتے ہیں۔اللہ نے کا ئنات اس لیے بنائی تھی کہ ہم اللہ کے کام کریں اور ہم اُلٹے چل پڑے۔اب آگے میری اور آپ کی بات آر ہی ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجُوبِ اللَّهُ وَمِنْ اَعْنَابٍ وَّزَرُ عُ وَّفَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيُرُ صِنُوانٍ يُسْقَى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ " وَنْفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ اِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَايْتٍ لِقَوْمٍ يَتَعْقِلُونَ ﴿ ٢﴾

اور دیکھو، زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں انگور کے باغ ہیں، کھیو، زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھیتیاں ہیں، کھیور کے در خت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے سب کو ایک ہی پانی سیر اب کر تاہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنادیتے ہیں اور کسی کو کمتر ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

قِطَعٌ اُر دومیں خطہ ہے۔ مُّتَجُوبِاتُّ، جُڑے ہوئے، جور عربی میں۔ہمسائے کو کہتے ہیں۔زمین کا ایسے بنایا کہ اس میں مختلف چیزیں ہیں۔اسی طرح جو اس پناہ دینے کو بھی کہتے ہیں۔ہمسائہ پناہ دیتا ہے۔

اللہ نے زمین میں اس طرح سے جھوٹے جھوٹے ٹمکڑے بنادیئے جو دیکھنے میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑے ہوئے گئتے ہیں۔ ایک جگہ پہ ایسی کھیتی ہے جہاں انگور کے بیلیں ہیں۔ لفظ صِنُوانْ کو سمجھ لیجئے۔ اگر صِنُوانْ پر زبر کر دیں توصَنُوانْ جمع ہے۔ یہاں صِنُوانْ تثنیہ ہے ، یعنی دوچیزیں۔ اس کا واحد صِنون ہے۔ وہ شاخ جو در خت سے نکلی ہو۔ عام طور پہ در خت ایسے ہوتے ہیں کہ اوپر شاخیں اور نیچ تنا۔ لیکن بعض دفعہ ایسے در خت دیکھنے میں آئے ہیں جو جب زمین سے نکلتے ہیں توساتھ ہی دومیں بدل جاتے ہیں۔ وہ دور ذہت جسکی بنیا دینچے سے دوحصوں میں چلی جائے اُسے صِنُوانْ کہتے ہیں۔

مثال: حدیث میں آتا ہے۔ چچاباب کے مثل ہے۔ تواللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ یکھ تو نیچے سے دوہیں اور یکھ ایک ہیں، کھ کھٹے اور پکھ ایک ہی ہیں، حالا نکہ سب کو ایک جیسا پانی پلا یا جاتا ہے۔ لیکن یکھ بہت میٹھے نکلتے ہیں، پکھ کھٹے اور پکھ کڑو ہے۔ آیت کے شروع میں قِطَعٌ مُّتَہٰوں کے کہ زمین کے مختلف مُکڑے ہیں۔

يه کیابين؟

اس کے بارے میں حسن بھری گا قول ہے۔ یہ مثال آدم کے بچوں کے دلوں کی پیش کی ہے، کیسے؟ سب کی اصل ایک ہے، آدم سے بیدا ہوئے، جب کہ وہ مختلف ہیں خیر کے معاملے میں اور شر کے معاملے میں، اور ایمان کے معاملے میں اور کفر کے معاملے میں۔

سب کواللہ نے ایک ہی اصل سے پیدا کیا۔ لیکن سب مختلف ہیں۔ پچھ لو گوں کے دل بھی خوبصورت ہیں ہوتے۔ ہوتے ہیں اور ووہ خو د بھی خوبصورت ہوتے ہیں۔ پچھ کے دل اور عمل دونوں خوبصورت نہیں ہوتے۔ کوئی ہدایت قبول کرلیتا ہے اور کوئی نہیں کرتا۔ کسی کے دل میں چچوٹاساایمان کا بچہواور اُس پہ دو گھونٹ پانی ڈالیس تو اُس سے کتنے ہی در خت اُگ جاتے ہیں اور کہیں اندر پوری کی پوری ایمان کی گھونٹ پانی ڈالیس تو اُس سے کتنے ہی در خت اُگ جاتے ہیں اور کہیں اندر پوری کی پوری ایمان کی کھیتیاں ہوں اور پانی بھی گھلا دیں تو ٹُنڈ مُنڈ سے در خت نکلتے ہیں۔ یہ پانی وحی کا پانی ہے۔ یہ دلوں کی مثال ہے۔ وحی الٰہی آسان سے اُتری۔ محمد مُنگاتِنگا می ایک ہی پانی تھے۔ جو سب کو دے رہے تھے۔ ابو بکر صدیق نے کتنی جلدی جذب کیا، حضرت خدیجہ اور ایسے بہت سے لوگ جن کے اندر بہت ذر خیزی صدیق نے کتنی جلدی جذب کیا، حضرت خدیجہ اور ایسے بہت سے لوگ جن کے اندر بہت ذر خیزی صدیق نے۔ اُنہوں نے فوراً اس یانی کو لیا اور اُنگی نیکیوں کی فصل شر وع ہوگئ۔

کچھ لوگ تبلیغ کے مکہ کے آغاز میں اور کچھ مدنی دور کے آخر میں ملے۔ دل ایک ہی ہے۔ ماحول کا فرق ہے۔ آپ دیکھیں کہ بعض دفعہ ایک جگہ کے پودے دو سری جگہ پرلگائیں تو نہیں اُگئے۔ جیسے ناریل کا درخت مری میں نہیں اُگے گالیکن بانس کے درخت بہت اُگیں گے۔ کیوں صلاحیتیں بدل جاتی ہیں کیوں کہ اللہ نے ہر انسان کے گالیکن بانس کے درخت بہت اُگیں گے۔ کیوں صلاحیتیں بدل جاتی ہیں کیوں کہ اللہ نے ہر انسان کے لیے ایک ماحول رکھا ہے۔ اچھاماحول انسان کو آگے بڑھنے میں مدد دیتا ہے۔ اور بُر اماحول بڑھتے ہوئے انسان کو بھی پیچھے کر دیتا ہے۔ آپ پڑھنے والوں کو اس سبق کے آخر میں بہت کچھ ملنے والا ہے۔

الله سبحانہ و تعالیٰ پہلے انسان کی صلاحیتوں کو تیز کرناچا ہتا ہے۔ پھڑی سے پچھ کاٹے سے پہلے اُسے تیز کیاجا تا ہے تاکہ وہ کسی بھی چیز کو کاٹ سکے۔ ہم سبحتے ہیں ہم ایمان، جلم، تقویٰ ہیں بہت اوپر پہنچ چکے ہیں لیان ایسا نہیں ہو تا۔ جب ایمان کی گرمی اندر آتی ہے توباہر کے ماحول بندے کا پچھ نہیں بگاڑتے۔ لیکن شر وع میں ہم اس لیے پنپ نہیں پاتے کہ ہم سختیاں نہیں جمیلناچا ہے حالا نکہ کا کنات ہمیں بتارہی ہے کہ ہر بو دامخالفتوں کو چیر کے باہر نکلتا ہے۔ اگر خالفتیں آئیں ہی نہ توکیا ہو گا؟ ہمیں بتارہی ہے کہ ہر بو دامخالفتوں کو چیر کے باہر نکلتا ہے۔ اگر خالفتیں آئیں ہی نہ توکیا ہو گا؟ ایک مثال ہے کہ ایک آدمی تنلی کے بیچ کو انڈے سے نکلتا دیکھ رہا تھا۔ اُسے اُس بنچ پہ بڑار حم آیا کہ اسے کتنا ذور لگانا پڑر ہاہے ، میں سکی مد د کر دیتا ہوں۔ اُس نے ہاتھ سے انڈاتو ڑدیا، وہ بچے نیچے۔ گر گیا اور اُٹ نیا ہے۔ اُڑ نہ پایا۔ قدرت کا طریقہ ہے کہ جب تنلی کا بچے انڈے سے نکلنے کے لیے ذور لگا تا ہے تو اُس کے پروں سے ساراو کیس نجی ہم جاتا ہے اور پھر اللہ کے تھم سے انڈاٹو ٹا ہے اور بچے باہر نکلتے ہی اُڑ نے لگتا ہے۔ انسان مشکلات میں پیدا کیا جاتا ہے۔ فی کہ کے الفاظ آتے ہیں

تُندي بادِ مخالف سے نہ گھبر ااے عُقاب ۔۔ بیاتو چلتی ہے تجھے اُنچا اُڑانے کے لیے

ہمارے عمل کا فرق ہمارے ماحول کا فرق ہے۔ وہ لوگ جو دین سے بہت دور سے ، زندگیاں ہی کچھ اور سے سے سے دور سے ، اللہ اُنہیں زیادہ اَج دیتا ہے۔ آپ جتنی نفس کی رکاوٹوں کو دُور کرتے ہوئے آؤگے ، حالات اور ماحول سے لڑیں گے اُتنااللہ آپکوا جر دے گا۔ اچھے ماحول کا انسان کی زندگی پہ اثر ہو تا ہے لیکن ایک ہی ماحول میں رہنے والا مختلف ہو تا ہے۔ اُن کا اخلاق مختلف ہو تا ہے۔ آپ کو اپنے ارد گر د موتا ہے۔ اُن کا اخلاق مختلف ہو تا ہے۔ آپ کو اپنے ارد گر د مختلف قتم کے لوگ نظر آئیں گے۔ زندگی میں وہی ہو تا جو میں سوچی ہوں توزندگی کا مزہ ختم ہو جاتا۔ لہذا اللہ سجانہ و تعالیٰ ہمیں کا کنات سے سبق لینا سکھار ہے ہیں کہ تم غم نہ کرو۔ آپ سوچیں جب ہے تا۔ لہذا اللہ سجانہ و تعالیٰ ہمیں کا کنات سے سبق لینا سکھار ہے ہیں کہ تم غم نہ کرو۔ آپ سوچیں جب سے آپین مکہ کے مسلمانوں کے دل پہ پڑتی تھیں تو کیا حال ہو تا ہو گا۔ ہم تو تر جموں کا سہارا لے کے سمجھ رہے ہیں لیکن اُن کو توالیے لگنا ہو گا کہ ہم پیتہ نہیں کیا شن رہے ہیں۔ شبھی تو مسکراتے تھے کہ کعبہ کے رہے ہیں لیکن اُن کو توالیے لگنا ہو گا کہ ہم پیتہ نہیں کیا شن رہے ہیں۔ شبھی تو مسکراتے تھے کہ کعبہ کے رہی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اب ایک اور اعتراض ، اُس دور میں بھی تھا اور آج بھی ہے۔

وَإِنْ تَعُجَبُ فَعَجَبُ قَوْهُ مُ عَإِذَا كُنَّا ثُرابًا عَإِنَّا لَفِي حَلْقٍ جَدِيْدٍ أُولِيِّكَ اللَّذِيْنَ كَفَرُو ابِرَبِّهِمْ وَاُولِيِّكَ اللَّهُ عَانَ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ عَلَى اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ عَلَى اللَّهُ عَلَيْ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ اللَّهُ عَلَيْ عَلَى اللَّهُ عَلَى عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَا عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلِي عَلَيْ عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلِي عَلَيْ عَلَى عَلَيْكُ عَلَيْ عَلَى عَلَيْ عَلَى عَلَيْكُ عِلْمُ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عِلَى عَلْمُ عَلَى عَلَيْكُ عِلَى عَلَيْكُ عَلَى عَلَيْكُ عَلَى عَلَيْكُ عِلْمَ عَلَيْكُ عَلَى عَلَيْ عَلَيْ عَلَيْكُوا عَلَيْكُوا عَلَيْ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَى عَلَيْكُ عَلَى عَلَيْكُوا عَلَيْكُوا ع

اب اگر تمہیں تعجب کرناہے تو تعجب کے قابل لوگوں کا یہ قول ہے کہ "جب ہم مرکز مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے بیدا کیے جائیں گے ؟" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کی گر د نول میں طوق پڑے ہوئے ہیں یہ جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

مکہ والوں کابیہ قول تھا، نبی کے پاس آ کے بڑی جیرت کے انداز میں پوچھتے تھے کہ ہم مٹی میں مر کے دوبارہ کیا تھے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھیں گے۔اللہ

سبحانہ و تعالیٰ کہتے ہیں کہ تمہیں ہمارایہ کہنا عجیب لگتاہے، ہمیں تمہارانہ ماننا عجیب لگتاہے۔ جس نے ایک بارپیدا کیا، کیاوہ دوبارہ نہیں پیدا کر سکتا۔

اللہ کا دعویٰ سچاہے۔ انکادوبارہ جی اُٹھنے کے عقیدے سے انکار، دراصل اللہ کے وجو دسے انکارہے۔
اسکی قدرت کا انکارہے۔ ایکے دلول میں تعصب کے طوق ہیں۔ اور اگر آخرے کے طوق دیکھیں توہ جو جہنمیوں کے گلول میں ڈالا جائے گا۔ اللہ کہتا ہے نہ مانو۔ انسانوں کی اکثریت ایک دلیل پہلگ جاتی ہے۔ آج کے دور کا یہ بہت بڑا مادہ پر ستی کا بُت ہے کہ آئندہ کیسے ہنے گا۔ یہ سب کیسے ہو گا۔ یہ ہماری آنے والی نسلوں کے ذہنوں میں ڈالا جارہا ہے۔ یہی دہریت ہے۔ بچوں کو گر اہ کیا جارہا ہے کہ کس طرح دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ آج بچوں کے شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کا نشہ ایسا چڑھا کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ کل کس نے دیکھا ہے۔ انہوں نے رب کو مانا ہی نہیں۔

الْاَغُللُ، غُل کی جمع ہے۔ ہاتھوں میں ہوں تو ہتھکڑیاں، پاؤں میں ہوں تو بیڑیاں، گردن میں ہوں تو بیڑیاں، گردن میں ہوں تو ہوتی موت موت ہوتی کہ جس طوق، یہ غُل کی جمع ہے۔ وہ چیز جس سے قید کیا جائے۔ ایک شخص نے لوگوں کو یہ سوچ دی کہ جس طرح باقی سیارے ٹوٹ رہے ہیں لیکن دوبارہ نہیں بنتے تو اسی طرح یہ زمین بھی ایک دن ٹوٹ جائے گی چھر دوبارہ نہیں بنتے گو۔ لیکن اُنہیں یہ نہیں پتا کہ جو دو سرے سیارے ٹوٹ رہے ہیں اُن میں اور زمین میں کیا فرق ہے؟

ان میں فرق؛ آدم کو دنیامیں سجیجے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ میں زمین پہ ایک خلیفہ بھیجے رہاہوں۔ صرف زمین وہ سیارہ ہے جس پر عقل، ہوش رکھنے والی مخلوق رہتی ہے۔ یہ زمین بھی ٹوٹ پچکی ہوتی لیکن چو نکہ اس زمین پر انسان، جن، اور حیوانات ہیں تواس لیے اس زمین کو دوبارہ بنایا جائے گا۔ اس حساب کے لیے کہ تم نے اس و نیامیں کیا کیا تھا۔ بہت باریک نقطہ ہے۔ ہماراایمان ہے کہ انسان کو و نیا میں حساب کے لیے پیدا کیا گیا۔ اور حساب لینے کے لیے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ یہ ہو کے رہے گا۔ ان کا آخری انجام آگ ہے۔